(S_1996_8_554_559)

سپریم کورٹ رپورٹس (1996) SUPP. 8 ایس سی آر

چندراسوامی اور دیگر

بنام

سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن

7 نومبر 1996

[اے۔ایم۔احمدی، چیف جسٹس، جے۔ایس۔ورما اور بی۔این۔کرپال، جسٹسز]

ضابطہ فوجداری، 1973:

دفعہ 473(1)۔ضمانت۔دفعہ 120بی کے تحت جرم کرنے کا شبہ رکھنے والے درخواست گزاروں کو 16 سال پہلے دفعہ 420 آئی پی سی کے ساتھ پڑھا گیا تھا۔ 1988 میں گرفتار اور کچھ شرائط پر ضمانت پر رہا ہونے والے اپیل کنندگان۔اپریل 1996 میں دائر فرد جرم۔ اپیل گزاروں کو 3.5.96 کو دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ضمانت مسترد کر دی گئی۔ پہلے دی گئی ضمانت منسوخ کرنے کا حکم۔اس دوران مقدمہ شروع ہوا۔ شکایت کنندہ سے پوچھ گچھ کی گئی اور جرح کا ایک حصہ ریکارڈ کیا گیا۔ ضمانت کی درخواست پر غور کرتے وقت، سب سے زیادہ غور ہمیشہ اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ ضمانت پر ملزم کی توسیع استغاثہ کے کیس کو خطرے میں نہ ڈالے۔فوری معاملے میں، استغاثہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے کہ اپیل گزار گواہوں پر اثر انداز ہونے کی پوزیشن میں ہوں گے (مرکزی گواہ خود شکایت کنندہ ہے) یا ثبوت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کریں۔ یہ معاملہ دفعہ 473(1) کی کسی بھی شق میں نہیں آتا ہے۔ درخواست گزاروں کو کچھ شرائط کے ساتھ ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دیا گیا۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : فوجداری اپیل نمبر 1912 آف 1996۔

دہلی ہائی کورٹ کے 17.9.96 کے فیصلے اور حکم سے فوجداری متفرق (مرکزی) نمبر 2068، 1996۔

جی۔ راماسوامی، اشوک اروڑہ، ڈی۔ نگم، وپن نائر، راجیو دتہ اور سنتوش۔ پی، درخواست گزاروں کی طرف سے

عدالت کا فیصلہ درج ذیل سنایا گیا:

اجازت دے دی گئی۔

25.8.1987 کو برطانیہ کے شہری لاکھو بھائی پاٹھک کی طرف سے ایک شکایت موصول ہوئی تھی جس کے بعد اپیل کنندگان کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 120 بی اور دفعہ 420 کے تحت معاملہ درج کیا گیا تھا۔

مختصر یہ کہ مذکورہ شکایت کنندہ کے الزامات یہ تھے کہ سال 1983 کے دوران اپیل کنندگان شکایت کنندہ لاکھو بھائی پاٹھک کے رابطے میں آئے اور انہیں یقین دلایا کہ ان کا ہندوستان میں کافی اثر و رسوخ ہے تاکہ وہ ہندوستان میں ان کے لئے منافع بخش ٹھیکے حاصل کر سکیں۔ یہ بھی الزام لگایا گیا تھا کہ دسمبر 1983 کے مہینے میں درخواست گزاروں نے ان کے لئے ٹھیکہ حاصل کرنے کے لئے انہیں ایک لاکھ امریکی ڈالر کی رقم ادا کرنے پر مجبور کیا۔ یہ رقم مبینہ طور پر درخواست گزار نمبر 1 چندرسوامی کو دو چیکوں کے ذریعے ادا کی گئی تھی، ایک 29.12.1983 کو 27,000 امریکی ڈالر اور دوسرا 30.12.1983 کو 73,000 امریکی ڈالر میں، بتایا گیا ہے کہ دونوں چیک 4 جنوری 1984 کو نیویارک میں اپیل کنندہ نمبر 1 کے حوالے کیے گئے تھے۔

دونوں درخواست گزاروں نے مذکورہ الزامات کو جھوٹا اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ تاہم مذکورہ شکایت درج ہونے پر اپیل کنندگان کو 13.2.1988 کو گرفتار کیا گیا تھا لیکن نئی دہلی کے فاضل

ایڈیشنل چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ کے 17.2.1988 کے حکم کے تحت انہیں ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔حکم جاری کرتے وقت کچھ شرائط عائد کی گئی تھیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ اپیل گزار عدالت کی پیشگی اجازت کے بغیر ملک سے باہر نہیں جائیں گے اور جب بھی ضرورت ہوگی وہ تحقیقات میں شامل ہوں گے۔

ایک عرضی دائر کیے جانے پر دہلی ہائی کورٹ نے 4.8.1988 کے حکم کے ذریعہ اپیل کنندگان کو کچھ شرائط پر بیرون ملک جانے کی اجازت دی۔اس کے بعد دہلی ہائی کورٹ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد درخواست گزار کئی مواقع پر بیرون ملک گئے۔اس طرح کی آخری اجازت 4.9.1995 کے حکم کے تحت دی گئی تھی۔

اس عدالت کی جانب سے 28 اپریل 1995 کو مفاد عامہ کی عرضی میں دیے گئے حکم کے مطابق، جو 1995 کی رٹ پٹیشن نمبر 640 (انوکل چندر اپردھان بنام یو۔او۔آئی اور دیگر) ہے، جس کی تصدیق 2.4.1996 کے حکم سے ہوئی تھی، اپیل کنندگان کو بیرون ملک جانے سے روک دیا گیا ہے۔مذکورہ رٹ پٹیشن کے جواب میں مدعاعلیہ نے کہا کہ لاکھوبھائی پاٹھک کی جانب سے درج کرائی گئی ایف آئی آر کی جانچ ابھی زیرالتوا ہے۔اس کے بعد، 12.4.1996 کو، مدعاعلیہ نے چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ (سی۔ایم۔ایم) کی عدالت میں چارج شیٹ دائر کی۔دہلی، دونوں اپیل کنندگان کے خلاف سی۔ایم۔ایم۔دہلی نے 2.5.1996 کے حکم کے ذریعہ اس جرم کا نوٹس لیا اور دونوں درخواست گزاروں کے خلاف غیر ضمانتی وارنٹ جاری کیا۔اس کے نتیجے میں، اپیل کنندگان کو 2.5.1996 کو مدراس میں گرفتار کیا گیا تھا اور تب سے وہ حراست میں ہیں۔درخواست گزاروں نے 3.5.1996 کو غیر ضمانتی وارنٹ کو منسوخ کرنے کے لئے درخواست دائر کی اور ضمانت دینے کے لئے ایک اور درخواست بھی دائر کی۔ان دونوں درخواستوں کو سی ایم ایم نے 4.5.1996 کو خارج کر دیا تھا۔انہوں نے 17.2.1988 کو اپیل کنندگان کو دی گئی ضمانت کو منسوخ کرنے کا حکم بھی جاری کیا۔

یہ احکامات 2.5.1996 اور 4.5.1996 تاریخ کے ہیں۔ اپیل کنندہ نمبر 1 نے Cr.PC کے تحت چیلنج کیا تھا۔ 8.5.1996 کے حکم کے ذریعہ، دہلی ہائی کورٹ نے ضمانت کی درخواست مسترد کر دی۔ضمانت مسترد کرنے کی تین اہم وجوہات یہ تھیں: (i) نیا مواد منظر عام پر آیا تھا۔(ii) سی بی آئی کو خدشہ

تھا کہ اپیل گزار ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کر سکتے ہیں ۔ اور (3) سپریم کورٹ نے سی بی آئی کے ذریعہ ظاہر کردہ خدشات کے پیش نظر اپیل کنندگان کو بیرون ملک جانے سے روک دیا تھا۔

اس کے بعد سی ایم ایم، دہلی نے 21.5.1996 کو اپیل کنندگان کے خلاف الزامات طے کیے۔ اس کے بعد ضمانت کے لئے ایک اور درخواست فوجداری متفرق (مرکزی) نمبر 1267/1996 دہلی ہائی کورٹ میں دائر کی گئی تھی لیکن اسے 24.5.1996 کو خارج کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اپیل کنندگان کا ٹرائل 3.6.1996 کو شروع ہوا۔

درخواست گزار نمبر 1 نے دہلی کے ایڈیشنل چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ اور اسپیشل جج کے سامنے ضمانت کے لئے درخواستیں دوبارہ دائر کیں لیکن بالترتیب 6.6.1996 اور 7.6.1996 کو انہیں خارج کر دیا گیا۔

5، 7 اور 8 جولائی، 1996 کو شکایت کنندہ لاکھو بھائی پاٹھک سے پوچھ گچھ کی گئی اور جزوی طور پر جرح کی گئی۔ ان کے بیان کی بنیاد پر سی ایم ایم دہلی نے 9.7.1996 کے اپنے حکم کے ذریعے ہندوستان کے سابق وزیر اعظم جناب پی وی نرسمہا راؤ کو مجرمانہ سازش میں ملزم کے طور پر شامل کیا اور انہیں دفعہ 120 (بی) اور دفعہ 420 آئی پی سی کے تحت اس جرم کے لئے طلب کیا گیا۔ سمن 24.7.1996 کو واپس کرنے کے قابل تھے، ٹرائل میں ثبوت ریکارڈ کرنے کے لئے پہلے طے کی گئی تاریخوں کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔

21.9.1996 کو نئے شامل ملزمان کے خلاف الزامات طے کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن اس کے بعد سے مزید کوئی ثبوت ریکارڈ نہیں کیا گیا ہے۔ لاکھو بھائی پاٹھک کی گواہی میں صرف جرح باقی رہ گئی ہے۔

دریں اثنا، دہلی کے سی ایم ایم کی طرف سے نرسمہا راؤ کو سمن جاری کیے جانے کے بعد، اپیل کنندگان نے دہلی کے سی ایم ایم کے سامنے ضمانت کے لئے ایک اور درخواست دائر کی۔ مذکورہ درخواست بھی

10.7.1996 کو خارج کر دی گئی تھی۔ درخواست گزاروں نے دہلی کے سی ایم ایم کے سامنے ضمانت کے لئے ایک اور درخواست دائر کی تھی لیکن اسے 3.8.1996 کو خارج کر دیا گیا تھا۔اس کے بعد سی آر پی سی کی دفعہ 482 کے تحت دہلی ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی گئی تھی جس میں 3 اپریل 1996 کے مذکورہ حکم کو چیلنج کیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ میں جو بنیادی دلیل پیش کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ استغاثہ کے ثبوت 23.6.1996 کو شروع ہوئے تھے اور چونکہ درخواست گزاروں کا ٹرائل ثبوت لینے کی پہلی تاریخ سے 60 دن کی مدت کے اندر مکمل نہیں ہوا تھا، لہذا وہ سی آر پی سی کی دفعہ 437(6) کے تحت ضمانت پر رہا ہونے کے حقدار تھے۔

ہائی کورٹ نے 17.9.1996 کے اپنے سابقہ حکم کو دہرایا، جس میں اس نے کہا تھا کہ اپیل کنندگان کو ضمانت نہیں دی جا سکتی ہے کیونکہ خدشہ ہے کہ اگر وہ ضمانت پر رہا ہوتے ہیں تو ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کر سکتے ہیں یا گواہوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ہائی کورٹ نے اپیل کنندگان کے وکیل کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ سی آر پی سی کی دفعہ 437(6) کی دفعات عدالت کو حکم دیتی ہیں کہ مذکورہ دفعہ کی دفعات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں اس کے پاس اپیل کنندگان کو ضمانت پر رہا کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر انہیں ضمانت پر قبول کر لیا جائے۔

درخواست گزاروں کی طرف سے فاضل وکیل نے دہلی ہائی کورٹ کے 17.9.1996 کے مذکورہ فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے دلیل دی تھی کہ سی آر پی سی کی دفعہ 437(6) کی دفعات موجودہ معاملے میں واضح طور پر لاگو ہوتی ہیں اور اپیل کنندگان کو ضمانت پر رہا کیا جانا چاہئے۔ یہ بھی کہا گیا کہ معاملے کے تمام حقائق اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ ایک مناسب کیس ہے جہاں ضمانت سے انکار نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔

فاضل ایڈیشنل سالیسٹر جنرل جناب کے این بھٹ نے کہا کہ خدشہ ہے کہ اگر اپیل کنندگان کو ضمانت پر رہا کیا جاتا ہے تو وہ گواہوں کو متاثر کرنے یا ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

ہم سی آر پی سی کی دفعہ 437(6) کی تشریح یا اطلاق کے سوال میں گئے بغیر اس مرحلے پر معاملے کے حقائق اور حالات کو مجموعی طور پر دیکھ کر ضمانت دینے کی درخواست کا جائزہ لینے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ لہذا

ہم اس بات کی بھی جانچ کرنے کی تجویز نہیں رکھتے کہ آیا اپیل کنندگان کو دی گئی ضمانت کی منسوخی جائز تھی یا نہیں۔

یہ شکایت ایک ایسے جرم سے متعلق ہے جو مبینہ طور پر اپیل کنندگان نے تقریباً 16 سال پہلے کیا تھا۔ کارروائی کے انعقاد میں زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی ہے لیکن تفتیشی سربراہ اور شکایت کنندہ، مرکزی گواہ کی جرح کا ایک حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ درخواست گزار 2.5.1996 سے حراست میں ہیں۔ ٹرائل کورٹ اور ہائی کورٹ کی جانب سے اپیل کنندگان کو ضمانت پر رہا نہ کرنے کی واحد وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ گواہوں کو متاثر کر سکتے ہیں یا ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کر سکتے ہیں۔ موجودہ معاملے میں مرکزی گواہ خود شکایت کنندہ ہے، جو 1987 سے اس معاملے کی پورے جوش وخروش سے پیروی کر رہا ہے۔ یہ ان طویل سالوں میں ان کی استقامت ہی ہے جس نے کیس کو اس مرحلے تک پہنچنا ممکن بنایا ہے جس پر وہ اس وقت کھڑا ہے۔ استغاثہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچنے کے لئے اس کا عزم مضبوط ہے اور وہ ملزم سے متاثر ہونے کا امکان نہیں ہے۔ سماعت کے دوران ہمارے سوال کے باوجود فاضل ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایسے کسی ثبوت کی نشاندہی کرنے سے قاصر رہے جن سے اب چھیڑ چھاڑ کی جاسکتی ہے یا ملزم اس سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہیں کہ اگر اپیل کنندگان کو ضمانت پر رہا کیا جاتا ہے تو وہ گواہوں پر اثر انداز ہونے کی پوزیشن میں ہوں گے، مرکزی گواہ خود شکایت کنندہ ہے، یا ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کرے گا۔

دفعہ 437(1) میں کہا گیا ہے کہ جب کسی غیر ضمانتی جرم کے ملزم یا اس پر شک کرنے والے کسی شخص کو عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اسے ضمانت پر رہا کیا جاسکتا ہے جب تک کہ اس کا معاملہ اس کی شق (1) یا (2) میں نہ آئے۔ موجودہ معاملہ مذکورہ دو شقوں کا احاطہ نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا عام طور پر کوئی شخص جس پر دفعہ 120 بی اور دفعہ 420 ایل پی سی کے تحت جرم کا شبہ ہو وہ ضمانت کا حقدار ہوگا۔ یقیناً سب سے زیادہ غور ہمیشہ اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ ضمانت پر ایسے افراد کی توسیع استغاثہ کے کیس کو خطرے میں نہ ڈالے۔ ایسا کوئی امکان فاضل ایڈیشنل سالیسٹر جنرل کی طرف سے نہیں دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سی بی آئی کے وکیل نے ہائی کورٹ کے سامنے اعتراف کیا تھا کہ ملزمین کی جانب سے ہندوستان یا بیرون ملک دستیاب طویل مدت کے دوران چھیڑ چھاڑ کی کسی کوشش کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ اس مرحلے پر اور موجودہ حالات میں اس طرح کے اندیشے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔

ہائی کورٹ کے 8.5.1996 کے حکم سے اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ ڈبلیو ای ملز اور کشور کامدار کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندگان کئی لوگوں کو دھوکہ دینے کی اسی طرح کی سرگرمی میں ملوث تھے اور اس لئے اندیشہ غلط نہیں تھا۔ ہم یہ دیکھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ یہ اس معاملے میں چھیڑ چھاڑ کے اندیشے کی حمایت کرنے والا عنصر ہے۔

مبینہ طور پر جرم کی نوعیت اور اس وقت موجود حقائق اور حالات کو دیکھتے ہوئے، ہمارا خیال ہے کہ اس معاملے میں اپیل کنندگان کو ضمانت پر رہا کیا جانا چاہئے، بشرطیکہ ضروری شرائط عائد کی جائیں۔ ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ حکم مجاز عدالت یا اتھارٹی کی طرف سے کسی دوسرے جرم کے سلسلے میں دیئے گئے کسی بھی حکم کی بنیاد پر اپیل کنندگان کے حراست میں رہنے کی ضرورت سے مشروط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اپیل کنندگان کے خلاف عدالتوں میں کئی دیگر مقدمات زیر التوا ہیں، اور ان کے ذریعے مبینہ طور پر کچھ دیگر جرائم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اس کے مطابق، معاملے کے میرٹ پر کوئی رائے ظاہر کیے بغیر، ہم ہدایت دیتے ہیں کہ دونوں درخواست گزاروں کو ضمانت پر رہا کیا جائے، بشرطیکہ انہیں کسی دوسرے معاملے/ جرم میں کیے گئے کسی بھی حکم کے ذریعہ حراست میں لینے کی ضرورت نہ ہو، ان کے ضمانتی مچلکے پر ایک لاکھ روپے کی رقم کے ضمانتی مچلکے جمع کرائے جائیں۔ لیکن یہ حکم درخواست گزاروں کے مندرجہ ذیل شرائط پر سختی سے عمل کرنے سے مشروط ہے:

(1) اپیل گزار ملک نہیں چھوڑیں گے۔

(2) درخواست گزار استغاثہ کے کسی گواہ سے براہ راست یا کسی دوسرے شخص کے ذریعے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، یا کسی دوسرے طریقے سے اس معاملے یا ان کے خلاف کسی دوسرے معاملے یا کسی بھی سرکاری ایجنسی کے زیر تفتیش کسی دوسرے جرم میں کسی گواہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے یا متاثر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

(3) اگر اپیل کنندگان دہلی سے باہر جانا چاہتے ہیں تو وہ سی بی آئی کو اپنے پروگرام کے بارے میں پیشگی جانکاری دیں گے، جس میں وہ جگہیں اور پتے بھی شامل ہیں جہاں اس مدت کے دوران ان سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

(4) درخواست گزار ٹرائل کی جلد تکمیل میں تعاون کریں گے اور استثنیٰ کے بغیر سماعت میں شرکت کریں گے۔

(5) درخواست گزار اپنی رہائش گاہ کی اطلاع دیں گے اور مدعاعلیہ کو کسی اور جگہ منتقل ہونے کے ارادے کے بارے میں پیشگی اطلاع دیئے بغیر اسے تبدیل نہیں کریں گے۔

(6) درخواست گزار کسی بھی جرم یا زیر تفتیش معاملے کے سلسلے میں ضرورت پڑنے پر سی بی آئی یا کسی دوسری سرکاری ایجنسی کے متعلقہ افسر کے سامنے پیش ہوں گے۔

ہائی کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور اس اپیل کو مذکورہ بالا شرائط میں نمٹا دیا جاتا ہے۔

آر۔ پی۔

اپیل نمٹا دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24